Shahab Chesti · Sabri Akbar Abadi
Karamat-i-Khawaja کرامات خواجہ مع
Halat-i-Ma Zindagi حالات زندگی
Mustafai Press Agra
32 Pages.





کراماتِ خواجہ

مع

حالاتِ زندگی

مرتبہ:- شہاب چشتی صابری اکبر آبادی

جس میں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز کی سوانح حیات اور کرامات درج ہیں

باہتمام شہاب الدین خاں پرنٹر و پبلشر

مطبوعہ مصطفائی پریس آگرہ

(قیمت فی جلد آٹھ آنہ)

۴۸۶

التماس

میں اس تصنیف کو اپنے والد بزرگوار منشی حسام الدین خاں صاحب مرحوم
مالک مطبع مرتضائی پریس آگرہ کی روح کے نام نذر کرتا ہوں
قارئین کرام سے استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے
مغفرت فرمائیں

نثارِ خواجہ
شہاب چشتی صابری اکبرآبادی

ڈیوڑھی بیگم
آگرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ زندگی

خواجہ غریب نوازؒ

نام ولقب حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا حسن نام لقب معین الدین ہے آپ حضرت خواجہ غیاث الدین حسن الحسینی سنجری کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام ام الورع، بی بی ماہ نور، یا خاص الملکہ تھا۔ آپ حسباً ونسباً حسنی الحسینی ہیں۔

نسب نامہ پدری حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری قدس سرہ ابن حضرت خواجہ غیاث الدینؒ ابن حضرت سید کمال الدینؒ ابن حضرت سید احمد حسینؒ ابن حضرت سید طاہرؒ ابن حضرت سید عبد العزیزؒ ابن سید ابراہیمؒ ابن حضرت امام علی موسیٰ رضاؒ۔ ابن حضرت امام موسیٰ کاظمؒ بن حضرت امام جعفر صادقؓ۔ ابن حضرت امام محمد باقرؓ۔ ابن حضرت امام زین العابدینؓ۔ ابن حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نسب نامہ مادری

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت اُم الورع بنت حضرت داود، ابن حضرت سید عبداللہ حنبلی ابن حضرت یحییٰ زاہد ابن حضرت سید محمد مورث، ابن حضرت داؤد ابن حضرت سید موسیٰ ابن حضرت سید عبداللہ محض ابن حضرت سید حسن مثنیٰ، ابن حضرت امام حسن علیہ السّلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حالات سلف

حضرت امام حسن عسکری ابن امام علی نقی نام حسن کنیت ابو محمد لقب زکی سراج عسکری ہے۔ مدینہ منورہ میں ۸ ربیع الثانی ۲۳۱ھ روز دوشنبہ کو بعہد خلافت واثق باللہ عباسی پیدا ہوئے زمانہ طفولیت ہی میں ولایت و کرامت اور کمال علم اور فہم و فراست عطا ہوا۔

ایک روز جہاں لڑکے کھیل رہے تھے وہاں آپ کھڑے رو رہے تھے۔ بہلول دانا کا گذر ہوا اُس نے آپ سے کہا کہ صاحبزادہ میں تمہیں کھیلنے کی چیز لا دوں۔ آپ نے فرمایا "قلیل العقل ما للعب خلقنا" اے کم عقل ہم کھیلنے کیلئے پیدا نہیں کئے گئے۔ بہلول نے کہا ہم کس بات کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ فرمایا "للعلم والعبادہ" علم اور عبادت کے لئے۔ بہلول نے کہا یہ بات آپ کو کیونکر معلوم ہوئی فرمایا اللہ تعالیٰ کے کلام سے "افحسبتم انما خلقنا کم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون۔ آیا تم گمان کرتے ہو کہ تم بیکار پیدا کئے گئے ہو اور تم ہماری طرف رجوع نہیں کرو گے۔

آپ نے تمام عمر عبادت و ریاضت میں بسر کی۔ علم و فضل کی یگانہ روزگار ہستی تھے۔ بعہد خلافت معتمد عباسی ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ بروز جمعہ وفات پائی مزار مبارک سر من رائے میں ہے۔ آپ کے صرف ایک فرزند تھا جن کا نام حضرت محمد تھا

کنیت ابوالقاسم لقب مہدی تھا۔ ۱۵ شعبان المعظم ۲۵۵ھ بعہد خلافت المعتز باللہ عباسی کے پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد (نرجس) تھیں۔ آپ نے جوانی میں انتقال فرمایا۔ آپ کے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھے۔ جن کے پوتے سیّد احمد حسین نے مظالم خلفائے عباسی سے تنگ آکر ترک وطن کیا اور سنجر جو خراساں کا توابع تھا آکر اقامت پذیر ہوئے۔ یہیں حضرت غیاث الدین پیدا ہوئے۔ ماں باپ کے سایہ میں نشوونما اور تعلیم و تربیت ہوئی علم و فضل کے ساتھ ولیٔ کامل تھے۔ مشائخین خراساں میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ فقر کے ساتھ صاحبِ ثروت و دولت تھے۔

آپ کے خرق عادات بہت زیادہ مشہور اور تعجب خیز ہیں۔ مثلاً ایک روز آپ آتش پرستوں کی طرف جانکلے۔ ایک آتشکدہ کو افروختہ دیکھکر آپ کے خادموں میں سے کسی نے چاہا کہ آٹا گوندھ کر روٹی پکالے۔ آتش پرستوں نے جب دیکھا کہ چند مسلمان آتشکدے کے قریب جمع ہیں اور اسکی آگ سے روٹیاں پکانا چاہتے ہیں۔ دوڑے اور خادم کو منع کیا۔ وہ خادم آپکے پاس آیا اور جو کچھ گذرا تھا عرض کیا۔ آپ وضو کرکے آتشکدہ کے قریب تشریف لے گئے۔ وہاں مختار نامی ایک آتش پرست کسی ہفت سالہ لڑکے کو گود میں لئے کھڑا تھا آپ نے اس سے کہا کہ مختار تم اس آگ کی پرستش کیوں کرتے ہو جس میں کوئی الٰہی طاقت نہیں ہے اور تم اسے کیوں نہیں پوجتے جس نے اسے اور تمہیں دونوں کو پیدا کیا ہے وہ بولا کہ ہم تو آگ ہی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد سے یہ رسم چلی آتی ہے یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر تمہارا اعتقاد آگ پر اسقدر ہے تو تھوڑی سی آگ ہاتھ میں اُٹھالاؤ۔ وہ بولا کہ اگر میں اسے ہاتھ لگاؤں گا تو فوراً جل جاؤں گا۔

جب اُس نے یہ جواب دیا تو آپ نے اُس ہفت سالہ لڑکے کو مختار کی گود سے چھین لیا اور آیۂ کریمہ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ۵ پڑھتے ہوئے آتشکدہ میں داخل ہو گئے۔ مختار اور تمام آتش پرست شور و غل مچانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد آپ معہ اس لڑکے کے تندرست و صحیح برآمد ہوئے لیکن آگ کے اثرات آپکے اور اس لڑکے کے جسم پر مطلق نہ تھے۔ یہ حال دیکھہ کر آتش پرستوں کی ایک بہت بڑی جماعت اُسی وقت مسلمان ہو گئی۔

۵۵۲ھ میں حضرت غیاث الدین کا وصال ہوا۔ دروازہ شام کے متصل مزار ہے۔ جو زیارت گاہ عام ہے۔

ولادت خواجہ غریب نوازرح

آپ کی پیدائش موضع سنجرستان (اعراق سے سات روز کی راہ پر واقع ہے) میں بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ ہجری بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ہوئی، اور آپ نے نشو و نما خراسان میں پائی۔

آپ کا مادّہ تولید "امام مجتبیٰ" ہے جس سے ۵۳۷ھ نکلتے ہیں۔

بچپن کی ابتدائی منزلیں باپ کے سایہ میں طے ہوئیں۔ یہاں کا حاکم تاتاریوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ شہر ویراں ہوا۔ خواجہ غیاث الدین نے ترک وطن کیا اور خراسان جا بسا یا۔

خراسان کا بادشاہ سلطان سنجر جو دولت سلجوقیہ کی یادگار سے تھا۔ خطائی تاتاریوں کا ایک نیا پُرجوش گروہ (جو غز کے لقب سے مشہور ہے) جوش و خروش سے اُٹھ کھڑا ہوا اور تاخت و تاراج کرنے لگا۔ سلطان سنجر اس فتنہ کی تاب نہ لا سکا۔ یہی وہ علاقہ تھا جس میں

ایک طرف تاتاریوں کے مظالم بپا تھے دوسری طرف ملاحدہ و باطنیہ عقائد اسلام کے خلاف ارتداد اور کفر پھیلا رہے تھے۔

تاتاری علاقہ خراسان میں گھس پڑے۔ بلاد طوس (مشہد مقدس) نیشاپور کو تباہ کیا عورتوں کو بے عزت اور لڑکوں کو پکڑ کر لونڈی بنا ڈالا۔ تمام مساجد تباہ و برباد کردیں اسقدر قتل عام کیا کہ لاشوں کے تودے لگ گئے۔ عوام تو عوام علماء و فضلا تک تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ محمد بن یحییٰ فقیہ جو علم و فضل میں مرجع عالم تھے جنکے پاس صدہا طلباء کا مجمع رہتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عبدالصمد اکاف نیشاپوری جو بڑے فقیہ اور عابد و زاہد تھے جنکے پاس سُلطان سنجر حسن عقیدت سے آتا تھا۔ امام قیشری کے نواسہ احمد بن حسین کاتب ابوالبرکات فرادی امام علی صباح وغیرہ صدہا علماء و مشائخ عباد و زہاد تھے۔ جو کمال بیدردی سے شہید کیے گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی عمر تیرہ برس کی تھی ہوش سنبھالا ہی تھا کہ یہ خونفشاں حادثات نظر سے گذرے۔

آپ کی عمر پندرہ ۱۵ برس کی ہونے پائی تھی کہ ۵۵۲ھ میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ ترکہ میں ایک باغ اور ایک چکی چھوڑی۔ آپ خود ہی باغ کی باغبانی کرتے۔ خود ہی اس کے درختوں میں پانی پہنچاتے۔

ابتدائے فقر

ایک دن آپ باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ حضرت ابراہیم قندوری جو مجذوب کامل تھے وارد باغ ہوئے۔ آپ انھیں دیکھتے ہی دوڑے۔ سایہ میں بٹھایا اور خوشۂ انگور لاکر سامنے رکھدیے۔ اس تواضع کے صلہ میں مجذوب موصوف نے ایک کھل کا ٹکڑا اپنی جیب سے نکالا اور دانتوں سے خوب چبا کر خواجہ صاحب کو دیا۔ اس کا کھانا تھا کہ خواجہ صاحب کے دل سے دُنیا کی محبت بالکل محو ہوگئی

باغ اور جو کچھ بھی اس وقت موجود تھا سب فقیروں اور غریبوں میں خیرات کر دیا اور آپ حق طلبی میں سمرقند و بخارا کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت حسام الدین بخاری کی خدمت میں قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری میں دستگاہ کامل حاصل کی بعد از تکمیل علوم آپ جانب عراق و عرب متوجہ ہوئے۔ نواح نیشاپور قصبہ ہارون ایک مشہور مقام ہے وہاں پہنچکر حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے عزت بیعت حاصل کی۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور سنجر میں تو ہوئے اس لیئے آپ کو چشتی سنجری کہتے ہیں۔ ہرات کے قریب چشت ایک شہر ہے جسے اس زمانہ میں شاقلان کہتے ہیں۔ اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کے چار بزرگوار ساکن چشت تھے۔ اسی شہر میں مدفون بھی ہیں (۱) خواجہ ابو احمد چشتیؒ (۲) خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتیؒ (۳) خواجہ ابو یوسف چشتیؒ (۴) خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمہ اللہ علیہم اجمعین۔

شجرہ بیعت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی۔ حضرت حاجی شریف زندانی حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی۔ حضرت خواجہ یوسف چشتی۔ حضرت خواجہ محمد چشتی حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی۔ حضرت ممشاد علوی دینوری۔ حضرت شیخ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری۔ حضرت شیخ سدید الدین۔ حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی۔ حضرت شیخ ابو الفیض۔ حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن زید۔ حضرت شیخ حسن بصری۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ۔ حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد قصبہ سنجار میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے فیض حاصل کیا۔ بغداد شریف میں ضیاء الدین پیر روشن ضمیر سے۔ پھر حضرت غوث الاعظم قطب ربانی محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز جو حضرت غریب نواز کی والدہ ماجدہ کے ہمشیر زادہ تھے انکی خدمت میں رہکر چلہ کشی کی اور فیض باطنی حاصل کیا جیلاں میں ایک عرصہ تک مقیم رہے۔ اُن سے رخصت ہو کر حضرت شیوخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد البکری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت میں گئے ان سے بھی بہت کچھ نعمتیں حاصل کیں۔ حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ہمدان میں حضرت خواجہ یوسف سے اور تبریز میں شیخ ابو سعید ابوالحسن خرقانی اور شیخ عبدالواحد قدس اللہ سرہم العزیز کی خدمتوں میں چند دن رہ کر معرفت الٰہی کا سرمایہ باہم پہونچایا۔

خواجہ غریب نواز "کتاب انیس الارواح" میں خود اپنا حال لکھتے ہیں:۔
"میں نے شہر بغداد میں حضرت عثمان ہارونی کو تلاش کیا۔ لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ میں بھی وہیں جا پہنچا اور نیاز حاصل کیا۔ بہت سے مشایخ عظام اسوقت ہم جلسہ تھے مجھ سے فرمایا کہ دوگانہ نماز گزار۔ میں نے گذاری۔ فرمایا رو بقبلہ بیٹھ کر سورہ بقر پڑھ اور اکیس ۲۱ بار درود شریف پڑھ میں نے پڑھا فرمایا بیس بار کلمہ سبحان اللہ پڑھ میں نے پڑھا۔ پھر حضرت شیخ استادہ ہوئے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کیطرف منہ کیا اور فرمایا آ تجھ کو خدا کے سپرد کردوں۔ یہ فرماکر مقراض لی اور میرے سر کے بال تراشے۔ کلاہ میرے سر پر رکھی اور گلیم خاص عطا فرمائی پھر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ

بیٹھ گیا۔ فرمایا ایک رات دن مجاہدہ کر اور ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ۔ جب میں یہ سب کر چکا تو حجاب میری نگاہوں سے دُور ہو گئے اور میں مقام مشاہدہ کی سیر کرنے لگا"۔

یعنی دوسرے روز جب میں خدمتِ شیخ میں پہنچا ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ فرمایا جانبِ آسمان دیکھو۔ میں نے دیکھا۔ پوچھا کیا نظر آیا۔ عرض کیا ہژدہ ہزار عالم اور عرش اعظم تک، فرمایا نیچی نگاہ کر۔ میں نے پھر پوچھا کیا نظر آیا عرض کیا تحت الثریٰ تک تمام باتیں معلوم ہو گئیں۔ پھر فرمایا کہ سورۂ اخلاص ایک ہزار بار پڑھ۔ ہمارے خاندان میں ایک دن کا مجاہدہ ہے (مجاہدہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان اپنے نفس سے لڑے اور اسکی خواہشات کو زیر کرے) جب میں سورۂ اخلاص ہزار مرتبہ دوبارہ پڑھ چکا تو آپ نے فرمایا کہ اب آنکھیں آسمان کی طرف لگا اور نظر کر۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ دریافت فرمایا کہ اب کیا نظر آیا۔ میں نے عرض کیا حجابِ عظم۔ پھر فرمایا کہ اب میری دونوں انگلیوں میں دیکھ میں نے دیکھا تو اِن دونوں انگلیوں میں تمام عالم کی سیر نظر آنے لگی۔ جب میں نے یہ حال کہدیا تو فرمایا کہ تیرا کام پورا ہوا اور مقصدِ دل ہاتھ آیا۔ پھر ایک اینٹ سامنے پڑی تھی اُس کے اُٹھانے کا حکم دیا۔ وہ میرے ہاتھ میں آتے ہی سونے کی ہو گئی۔ حکم ہوا اسے فقرا میں تقسیم کر دو اور حاضر صحبت رہ۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ تیس ۳۰ سال تک اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں رہے۔ وقت سفر اپنے مرشد کا بستر شب خوابی خود اٹھا کر لیجاتے تھے۔ انھیں کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ آپ کے پیر نے زیر ناودانِ رحمت آپ کے

حق میں دُعا کی۔ آواز آئی۔ معین الدین ہمارا دوست ہے ہم نے اُسے برگزیدہ کیا
وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جب روضہ مبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچے۔ حضرت خواجہؒ سے آپ کے مرشد نے ارشاد فرمایا کہ سلام کرو۔ آپ نے روضہ کی طرف رُخ کر کے سلام کیا۔ آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشایخ اور حکم ہوا کہ ہندوستان جاکر اشاعت اسلام کرو۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ اے معین الدین اب تم درجہ کمال کو پُہنچ گئے اور حضور کا حکم بجا لاؤ۔ آپ نے پیر کی خدمت میں نیازمندانہ عرض کی اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی۔ عرصہ تک آپ اپنے پیر کی ہمراہ سیر و سیاحت میں رہے۔

حضرت عثمان ہارونی نے بعد تعلیم طریقت اپنے ہاتھ کا عصا عطا فرمایا۔ اور اسم اعظم جو سینہ بسینہ چلا آرہا تھا تعلیم فرمایا۔ مصلیٰ اور خرقہ مبارک عطا فرمایا۔ حضرت خواجہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور رخصت ہوئے۔

حکم ولایتِ ہند

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت سفر حاصل کر چکے تو مختلف مقامات میں سیاحت کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں چند ہی روز قیام فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں زیارت روضۂ رسول سے مشرف ہوئے اور بعد زیارت ریاضت و عبادت میں مشغول ہو گئے ایک روز آپ مصروف ذکر و افکار تھے کہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ معین الدین کو حاضر کرو۔ خدام خصوصی نے جستجو کی اور معین الدین کہکر ہر طرف آواز لگائی۔ چونکہ اس نام کے متعدد لوگ وہاں موجود تھے۔ اس لئے آپ کا پتہ نہ لگا۔ پھر آواز آئی کہ معین الدین چشتی کو حاضر دربار کرو۔ خدام دوڑے اور

تلاش کرکے حضرت خواجہ صاحب کو روضہ منورہ پر حاضر ہونے کا مژدہ سنایا
حضرت خواجہ صاحب نالاں و گریاں عجیب حالت کیفیت میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے
حاضر روضہ مبارک ہوئے اور دست بستہ مؤدب سر جھکائے کھڑے ہوگئے آواز
آئی اے قطب المشائخ آگے آؤ۔ آپ بحالت وجد اندر داخل ہوئے۔ حضور نے
اپنی زیارت سے آپ کو مستفیض فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین تو ہمارا خاص
ہے اور ہمارے دین کا مددگار ہے۔ ولایتِ ہند ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں۔
تم ہندوستان جاؤ۔ اجمیر میں قیام کرو۔ اور وہاں دین پھیلاؤ۔ تمہاری برکت سے
وہاں اسلام پھیلے گا۔

جب حضرت خواجہؒ باہر تشریف لائے اور ہوش آیا تو سوچنے لگے کہ الٰہی اجمیر
کہاں ہے جہاں جانے کا مجھے حضور سے حکم ہوا ہے۔ اسی خیال میں آنکھ لگ گئی
نیند آگئی اور آپنے اسی عالم میں تمام ہندوستان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا
اور راجپوتانہ کے پہاڑ اور اجمیر کی پوری تصویر آپ کے چشمِ خیال کے سامنے
پھر گئی۔ بعض کہتے ہیں حضور صلعم نے آپ کو آئینہ کے ذریعہ اجمیر دکھایا۔
لیکن صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ عالم استغراق میں آپ پر کشف اجمیر ہوگیا
جب آپ کی آنکھ کھلی اور آپ بیدار ہوئے تو استمداد چاہی اور روضہ منورہ
سے بقصد ہندوستان روانہ ہوگئے۔

آپ سبزوار ہوتے ہوئے بلخ تشریف لے گئے۔ شیخ احمد خضرویہ کے مکان
پر مقیم ہوئے۔ بلخ میں ضیاء الدین فلسفی کا شہرہ تھا وہ علم تصوف اور صوفیوں
کو بے حقیقت سمجھتا تھا۔ حضرت خواجہ مولانا ضیاء الدین کے مدرسہ میں تشریف
لے گئے۔ وہاں طلباء کو علوم عقلیات کا درس دیا جارہا تھا حضرت خواجہ کو مولانا

نے جو دیکھا اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت خواجہ کے قدموں پر آگرے. حضرت خواجہ نے کلنگ کے کباب منگوا کر مولانا کو کھلائے. اصلاحِ حال ہوگئی. اور حقایقِ تصوّف سے واقف ہوگئے. آپ کے مرید ہو کر صاحبِ ارشاد ہوئے یہاں سے حضرت خواجہؒ غزنی پہنچے اور غزنی سے ہندوستان کی طرف رُخ کیا.

حضرت خواجہؒ کا ہند میں آنا

دربارِ رسالت سے حکم مِل چکا تھا سلطنتِ ہند آپکے حوالہ کی جا چکی تھی

حضرتِ خواجہ غریب نوازؒ عازمِ ہند ہو کر پشاور ہوتے ہوئے لاہور پہنچے اور یہاں حضرت داتا گنج بخش کے روضہ مطہر میں کچھ روز معتکف رہکر دہلی کا ارادہ کیا اور دہلی میں رونق افروز ہوئے.

آپ کے ہمراہ چالیس ۴۰ درویش تھے. اس وقت دہلی ترقی پر تھی اور فرزندانِ توحید کے خلاف سخت تعصب پھیلا ہوا تھا حضرت خواجہ غریب نوازؒ معہ چالیس ۴۰ درویشوں کے ایک میدان میں فروکش ہوگئے اور پنجوقتہ اذانیں دے کر نمازیں پڑھنی شروع کر دیں. دہلی میں یہ بات بالکل نئی تھی ہر طرف ایک شورِ مخالفت برپا ہو گیا. راجہ کا حکم اخراج سُنایا گیا. اذیتیں اور تکالیف پہنچانے کی کوشش کی گئی لیکن سب بیکار ہوئیں. آخر ایک شخص خنجر چھپائے ہوئے آپ کے سامنے گیا لیکن صورت دیکھتے ہی اس پر ایک لرزہ طاری ہو گیا. اب تو یہ لوگ پریشان ہو گئے.

مہاراجہ پرتھی راج کی ماں نجوم میں بہت ماہر تھی اس نے بارہ ۱۲ برس پیشتر مہاراجہ کو بتادیا تھا کہ فلاں حلیہ کا ایک مردِ بزرگ آ کر تیری حکومت کو پارہ پارہ کرکے رکھدیگا. مہاراجہ نے اپنے ماتحتوں کے نام حکم صادر کر دئیے

کہ اگر اس حلیہ کا کوئی شخص تمہاری حدود میں داخل ہو تو پکڑ کر فوراً ہمارے حضور میں پیش کیا جائے۔

کس کی ہمت اور جرأت تھی کہ جو آپ کو روکتا۔ چنانچہ آپ تمام رجواڑوں اور دہلی کے حکمرانوں کارکنان حکومت سے بچکر اجمیر شریف پہنچ گئے۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ اجمیر میں

حضرت خواجہ غریب نواز معہ چالیس ہمراہیوں کے اجمیر میں رونق افروز ہوئے۔ اجمیر اس عہد میں ایک عظیم الشان شہر اور دہلی کا دار السلطنت تھا جہاں بہت بڑی جمعیت تھی قلعے۔ فوج۔ پولیس۔ اسلحہ سب کچھ موجود تھے۔ آپ نے ان سب کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور ایک درخت کے سائے میں اقامت گزیں ہوئے جہاں سرکاری اونٹ بیٹھا کرتے تھے۔ لوگوں کے منع کرنے پر آپ اُٹھے اور اناساگر پر جاکر بیٹھ گئے۔ جب اونٹ اپنی جگہ پر آکر بیٹھے تو پھر اُٹھائے نہ اُٹھ سکے۔ وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ ان فقیر کی کرامات ہے۔ انھوں نے حضرت خواجہ غریب نوازؒ سے معافی مانگ لی مگر ساتھ ہی راجہ پرتھی راج سے جا لگائی۔ یہ سُنتے ہی راجہ غصہ میں آیا اور حکم دیا اس فقیر کو فوراً پکڑ کر اس جگہ سے دُور کر دو۔

فرمانروائے ہند کا حکم سُنتے ہی فوج کی فوج پُہنچ گئی۔ آپ نے مٹّی کی ایک چُٹکی پر کچھ پڑھکر ان کی طرف جو پھینکا تو جو جہاں تھا وہیں بے حس و حرکت کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ بڑی منت و سماجت کے بعد انھوں نے اس مصیبت سے رہائی پائی۔ تیسرے روز راجہ ایک ہجوم کے ساتھ آپکو ہٹانے کے لئے بڑھا جہنت رام دیو نے آپ کو بجبر اُٹھانا چاہا آپ نے اسکی طرف نظر اُٹھائی ہی تھی

کہ تمام جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ فوراً حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے قدموں پر گر پڑا۔ معافی چاہی اور قبول اسلام کیا

اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ خدام نے عرض کیا حضور پانی کی سخت تکلیف ہے لوگ پانی نہیں لینے دیتے۔ حضرت خواجہ غریب نواز یہ سن کر آنا ساگر پر گئے اور ایک لوٹا پانی کا بھر لیا۔ جس کے ساتھ ہی تالاب کا سارا پانی خشک ہو گیا۔ تالاب تھا بڑا عظیم الشان۔ راجہ گھبرا گیا اور سمجھ گیا کہ فقیر کامل ہے۔ مادّی طاقت سے مقابلہ غیر ممکن ہے۔ اس لئے اُس نے اُسی وقت جوگی جے پال کو بلوایا جو راجہ کا استاد اور ہندوستان کا مشہور اور باکمال جوگی تھا۔ جے پال یہ خبر سُنتے ہی بہت ہی شان سے مرگ چھالہ پر سوار مع چیلوں کے ہوا پر جادو کے زور سے اُڑا چلا آ رہا ہے۔ وہ طیش میں مقابلہ کے لئے بڑھا اور اس طرح بڑھا کہ زمین دہل اٹھی۔ وہ اپنے چیلوں کو لئے آگے خود تھا۔ پیچھے ایک بڑی بھیڑ تھی۔ اسکے قدم رکھتے ہی جادو کے اژدھے اور آگ کے چکّر پھینکنے شروع ہو گئے۔ آسمان گرد آلود ہو گیا۔ شدّت کے ساتھ آگ برسنی شروع ہو گئی اور فضا میں دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ منظر اتنا دہشت ناک اور ہولناک تھا کہ خود حضور کے رفقا بھی گھبرا اُٹھے۔ انھیں اور شہر کی تمام مخلوق کو یقین ہو گیا کہ اب اس آگ سے بچنا کسی طرح ممکن نہیں۔ حضور نے یہ صورت دیکھکر اپنے اور اپنے رفقا کے گرد ایک حصار کھینچ لیا اور آپ نماز میں مصروف ہو گئے۔ جیپال اور اسکے چیلے شعلے برساتے اور اژدھوں کو بڑھاتے بالکل مقابلہ پر آ گئے۔ آپ نے نماز سے فراغت پا کر صرف اتنا کیا کہ صرف ایک مٹھی بھر خاک اٹھا کر اُس پر کچھ دم کر کے اسکی طرف پھینکدی

جس سے یہ سارا طلسم آن کی آن میں باطل ہو کر رہ گیا۔ راجہ گھبرا گیا۔ مخلوق حیرت رہ گئی اور جے پال کا سر جھک گیا۔ اس نے اعلانیہ اپنے عجز کا اعتراف کر کے اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھدیا اور عاجزانہ معافی مانگی اور اسی وقت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے مسلمان کرنے کے بعد عبد اللہ نام رکھا۔ جس مقام پر عبد اللہ بیابانی نے ریاضات کی تھیں وہ اجمیر کے غرب میں تین کوس پر موجود ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بیابانی صحرائے اجمیر میں بھولے بھٹکے مسافروں کی رہنمائی کرتا ہے۔

راجہ پرتھی راج کو اس ناکامی پر سخت افسوس تھا۔ فوج اور اسلحہ سب کچھ اس کے پاس تھے وہ بڑی سے بڑی فوج کا مقابلہ کرنے کا دعویٰ رکھتا تھا مگر آپکی روحانی قوتوں کے سامنے وہ عاجز ہو کر رہ گیا۔ اس شکست اور اپنے گروہ اور اس زمانہ کے طاقتور جوگی کے مسلمانوں میں مل جانے سے اس کو بہت بڑا خیال ہوا۔ اسکی ماں زندہ تھی اس نے بہت سمجھایا کہ حضرت خواجہؒ کے مقابلہ و مخالفت سے باز آ ورنہ تو اور تیری حکومت دونوں تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے لیکن اس نے اپنی ماں کا کہنا نہ مانا۔ وہ سلطان شہاب الدین غوری کی شکست سے بہت نازاں تھا اور کہتا تھا کہ حضرت خواجہ مجھ پر محض اپنی کرامت اور روحانی قوت سے غالب ہوئے ہیں۔ میدان جنگ میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

راجہ پرتھی راج مسلمانوں پر برابر تکلیفیں پہنچاتا رہا۔ اس بات کو خواجہ صاحبؒ سے کہا گیا۔ حضرت خواجہؒ نے ایک کاغذ کے پرزہ پر یہ لکھکر اسکے پاس بھیجدیا:-

"من ترا زندہ بدست لشکرِ اسلام بسپردم"

شہاب الدّین غوری کا حملہ

اسی شب حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے شہاب الدین غوری سے خواب میں کہا کہ تم فوراً ہندوستان میں حملہ کردو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا اور تم کو فتحیابی ہوگی۔ راجہ کے دماغ میں غرور بھرا تھا۔ اسکو اپنی فوجی طاقت پر بہت ناز تھا۔ اس نے غریب نواز کی تحریر کو مذاق سمجھا اور اس کو خیال بھی تھا کہ اس کو لشکرِ اسلام سے شکست ہوگی۔ تھوڑے ہی دن بعد سلطان شہاب الدین نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ جسکے مقابلہ میں راجہ پرتھی راج بہت بڑی فوج لے کر میدان میں آگیا۔ بہت زبردست معرکہ آرائی ہوئی۔ آخر کار راجہ پرتھی راج ہار گیا اور زندہ گرفتار کر کے سلطان شہاب الدین کے روبرو لایا گیا۔

شہاب الدین غوری نے یہ جان لیا تھا کہ یہ سب حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی دعا کا اثر ہے۔ اس لئے وہ فتح کے بعد اجمیر شریف آیا اور باریاب خدمت ہوکر آپ کے قدم چومے۔ وہیں جمعہ کی نماز ادا کی اور تین روز رہنے کے بعد خواجہ غریب نواز کے حکم سے راجہ کے بیٹے کو اطاعت اور باجگذاری کا عہد لیکر تخت پر بٹھایا اور اپنے وطن کو رخصت ہوا۔

اب ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد کافی بڑھتی جارہی تھی۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و خلفاء کی تعداد بیحد تھی آپ نے اپنے خلفاء کو ہندوستان کے چاروں گوشوں میں روانہ کیا۔ عورتوں میں تبلیغ کا کام آپ کی صاحبزادی حافظ جمال صاحبہ نے انجام دیا۔

قطب الدین بختیار کاکی رح

حضرت خواجہ نے اپنے خلیفہ اول قطب الدین بختیار کاکی رح کو دہلی جیسے مرکزی مقام پر متعین کر دیا تھا۔

وصال

جب اشاعتِ اسلام حسب فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام ہندوستان میں ہو گئی لاکھوں آدمی آپکے فیوضِ باطنی وظاہری سے مستفیض ہو چکے تو ایک روز بعد نماز عشا خواجہ غریب نواز رح نے حجرہ مبارک کا دروازہ بند کر لیا اور تمام خدام اور معتقدین کو آمد و رفت سے منع فرمایا۔ محرمانِ درگاہ نے جو درِ حجرہ پر مامور تھے تمام رات آپکے قدم مبارک کی پچھل سنی۔ آخر شب تک خواجہ صاحب پر حالت وجد طاری رہی پھر بند ہو گئی۔ نماز فجر کے وقت خادموں نے دروازہ پر دستک دی مگر جواب نہ ملا۔ مجبوراً دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضور پُر نور داصلِ حق ہو چکے ہیں اسی رات اکثر اولیاء اللہ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ آج محبوب خدا معین الدین چشتی کے استقبال کو آئے ہیں آپ نے ۶ رجب ۶۳۳ھ بروز شنبہ دار البقا کو سفر اختیار کیا۔ آپ کی عمر ۹۷ ستانوے سال کی تھی

تاریخ وفات

معین الدین معینِ ہر دو عالم	دلش روشن ز انوارِ تجلی
بتولیدش "امامِ مجتبیٰ" خواں	وصالش "نیرِ اکبرِ معلی"
۵۳۷ھ	۶۳۳ھ
(تاریخ پیدائش)	(تاریخ وفات)



کراماتِ خواجہ رح

حضرت خواجہ غریب نواز رح سے کم و بیش چار ہزار چھ سو ساٹھ کرامتیں ظاہر ہوئیں ہیں جن میں سے بعض کرامتیں یہاں درج کی جاتی ہیں:-

۱- ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کا ایک جنگل میں گذر ہوا۔ ڈاکو جن کا پیشہ رہزنی تھا۔ یہاں رہا کرتے تھے۔ جو مسافر گذرتا لوٹ لیتے۔ اور اگر مسلمان ہوتا تو مال و اسباب لوٹ لینے کے بعد اس کو مار ڈالتے۔ آپ نے ان لوگوں کی حالت کو ملاحظہ کیا۔ اِدھر یہ ڈاکو حضرت کو نرم نوالہ جان کر نگلنا چاہتے تھے کہ نگاہ سے نگاہ لڑ گئی۔ رہزن نگاہِ پُر تاثیر کے اثر سے لرزہ بر اندام ہو گئے اور بعجز عرض کی کہ ہم لوگ غلام ہیں۔ ہم پر نگاہِ کرم رہے۔ آپ نے اُن لوگوں کو کلمۂ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا با خدا بنا دیا۔

۲- اس جنگل سے گذرنے کے بعد ایک گروہ آتش پرستوں کا ملا۔ جو ہر وقت آگ سُلگائے بیٹھے رہتے تھے۔ یہ اسقدر مجاہد تھے کہ چھ چھ مہینے تک نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور صفائی قلب میں یہاں تک دخل تھا کہ ہر شخص کا حال بغیر دریافت کئے بتا دیتے تھے۔ جب خواجہ صاحب رح وہاں پہنچے تو یہ لوگ آکر آپکے قدموس ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم آگ کو کیوں پوجتے ہو۔ عرض کیا کہ یہ ہمیں قیامت کے دن دوزخ میں نہ جلائے۔ اس لئے پوجتے ہیں۔ خواجہ غریب نواز رح نے فرمایا کہ اگر تم پروردگارِ عالم کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھو تو بیشک آتشِ دوزخ سے نجات پا سکتے ہو۔ ان کو یقین نہ ہوا اور کہنے لگے کہ

اگر آپ آگ کو ہاتھ میں لے لیں اور آگ آپ کو نقصان نہ پہنچائے تو ہم آپ کی بات کو تسلیم کر لیں۔ آپ نے کہا مجھے تو کیا یہ آگ میری جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی نعلین اس آگ میں ڈالدی اور فرمایا کہ اے آگ اگر میں اس کا مقبول بندہ ہوں تو خبردار میری کفش کو آنچ نہ آئے۔ چنانچہ آپ کی نعلین مبارک کے پڑتے ہی وہ تمام آتش پانی ہوگئی اور آپ کی کفش مبارک بدستور قائم رہی۔ یہ حال دیکھکر وہ تمام آتش پرست فوراً مسلمان ہوگئے اور حضرت صاحبؒ کے تصرف باطنی سے ولیؔ کامل ہوگئے۔

۳۔ بغداد شریف میں جب آپ قیام پذیر تھے تو یہ خبر عوام میں پھیلی ہوئی تھی۔ کہ آپ کے آستانِ مبارک پر جو شخص متواتر تین روز تک رہے وہ کیسا ہی فاجر و فاسق کیوں نہ ہو ولیؔ کامل ہو جاتا ہے۔ ایک فاجر یہ سُن کر آپ کے حجرہ کے دروازہ پر حاضر ہوا اور رونے لگا۔ آپ نے اسکی آواز سُنی بُلایا۔ استغفار پڑھائی تین روز تک وہ شخص حاضر خدمت رہا اور نماز پنجگانہ آپ کے ساتھ ادا کی۔ آپ نے فیوض باطنی سے اُسے بھی صاحبِ کشف و کرامات بنا دیا۔

۴۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا گذر سبزوار میں ہوا۔ جہاں کا حاکم نہایت و فاجر، ظالم۔ تندخو، بدمزاج تھا اور مذہباً شیعہ تھا اور اسی لئے صحابہ کرام سے اسقدر کاوش رکھتا کہ اگر کسی کا نام صحابہ کرام کے نام پر ہوتا تھا تو اُس کا جانی دشمن ہو جاتا۔ اُس نے ایک نہایت عمدہ پُرفضا باغ شہر کے گرد بنوایا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز اس باغ میں تشریف لے گئے اور حوض باغ پر بیٹھ کر غسل فرمانے لگے۔ پھر وضو کر کے تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہوگئے۔ اتفاقاً اُسی وقت حاکم شیعی یادگار نامی بھی باغ میں آپہنچا جماعت ہمرکاب نے خواجہ صاحب

سے عرض کیا کہ حضور وہ ظالم و غدّار حاکمِ شہر چلا آرہا ہے۔ ہمیں اس کی بے ادبی سے خوف ہے۔ حضور باہر تشریف لے چلیں تو مناسب ہے۔ حضرت نے انھیں خوفزدہ دیکھکر تبسم کے ساتھ فرمایا کہ اچھا تم اس درخت کے نیچے جاکر بیٹھ جاؤ اور قدرتِ خدا کا تماشہ دیکھو وہ چلے گئے۔ اتنے میں یادگار کے خادم آئے۔ لبِ حوض پر فرش پُرتکلّف بچھانے لگے۔ لیکن آپ کا وہ رُعب تھا کہ آپ سے کچھ بھی نہ کہہ سکے۔ جب یادگار حوض کی طرف آیا اور اپنے پُرتکلّف قالین کے پاس ایک فقیر کا آسن جما پایا تو بہت غضبناک ہوا اور اپنے خادموں پر غصّہ کرنے لگا کہ تم نے اس فقیر کو یہاں سے کیوں نہ ہٹایا۔ حضرت خواجہ صاحب نے سرِ مبارک اُٹھایا اور بحث و مباحثہ کے بعد ایک ایسی موثر اور اثر آفریں نگاہ ڈالی کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے ہمراہیوں نے جو یہ واقعہ دیکھا تو وہ حضور کے قدموں پر گر پڑے اور معافی چاہی۔ حضرت خواجہ نے ان درویشوں کو جو درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے بُلایا اور فرمایا کہ حوض میں سے تھوڑا سا پانی لیکر بسم اللہ کہہ کر اُس کے مُنہ پر چھڑک دو۔ پانی کے چھڑکتے ہی یادگار ہوش میں ہوگیا اور حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اب میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ میرا قصور معاف کر دیجئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اُس کا سر قدموں سے اُٹھایا اور دستِ شفقت اسکے سر پر پھیرا اہلِ بیت محترمِ رسولؐ کے مناقب کچھ ایسی اثر آفریں زباں میں تعلیم کئے کہ حاضرین پر ایک رقت سی طاری ہوگئی اور بعد ختمِ کلام سب حلقہ بگوش ہوگئے۔ اپنے مذہب باطلہ سے توبہ کی اور سب مسلمان ہوگئے۔ یادگار نے تمام مال و زر آپ کے پاس لاکر حاضر کر دیا۔ حضرت نے اُسے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ جن لوگوں سے تو نے یہ مال بہ جبر حاصل کیا ہے اُن کو واپس کر دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے اُسے دولتِ فیض سے ہمیشہ کے لئے مالا مال کر دیا۔ حصار تک ہمرکابی سے مشرف رہا۔ حضرت نے ان جدوں میں اُسے صاحبِ ولایت کر دیا اور وہیں کے قیام کا حکم دیدیا اور آپ جانبِ بلخ روانہ ہو گئے۔

۵۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے خلیفہ اوّل تھے فرماتے ہیں کہ آپ کو کبھی غصّہ نہ آتا تھا۔ البتہ ایک مرتبہ آپ کو غصّہ آیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کہیں تشریف لیجا رہے تھے کہ آپ کے خادم شیخ علی آپ کے ہمراہ تھے۔ راستہ میں ایک شخص نے ان کو پکڑ لیا اور سخت و سست کہنے لگا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس سے کہا کہ تو نے شیخ علی کو کیوں پکڑا اور بُرا بھلا کیوں کہا۔ اس نے کہا کہ یہ میرے قرضدار ہیں اور میرا روپیہ ادا نہیں کرتے۔ آپنے فرمایا کہ اب تو چھوڑ دے یہ تیرا روپیہ ادا کر دینگے لیکن اُس نے نہ مانا۔ خواجہ صاحبؒ نے اپنی چادر زمین پر بچھا دی اور فرمایا کہ تیرا جسقدر قرضہ ہے اسکے نیچے سے اُٹھا لے مگر خبردار زیادہ نہ لینا۔ اس آدمی نے جب دیکھا کہ زیرِ چادر بہت سا مال و زر رکھا ہوا ہے تو اس کی نیت میں فتور آیا اور زر واجب سے کچھ زیادہ لینے کی خواہش کی فوراً اس کا ہاتھ خشک ہو گیا وہ یہ حال دیکھکر رونے اور چلانے لگا۔ ہائے واویلا کرنے لگا کہ یا حضرت میں توبہ کرتا ہوں۔ میں نے اپنا قرض معاف کیا۔ اب ایسی خطا بھولے سے بھی نہ کروں گا۔ حضرت کو اس پر رحم آگیا۔ اس کا قصور معاف کر دیا۔ ذرا سی دیر میں اُسکا ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔

۶۔ اکثر دیکھنے والوں نے دیکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ صاحب اجمیر شریف میں تھے تو حاجی لوگ جو حج سے فارغ ہو کر آتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے خواجہ صاحبؒ کو خانہ کعبہ میں طواف کرتے دیکھا تھا اور حال یہ ہے کہ اجمیر شریف میں

آنے کے بعد پھر کبھی آپ کو حج کعبہ کا اتفاق بھی نہ ہوا۔

۷۔ ایک مرتبہ کوئی شخص حاضر خدمت ہوا اور اشتیاق قدمبوسی ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو جو کچھ وعدہ کرکے آیا ہے وہ پورا کر وہ شخص خوف سے تھرانے لگا۔ اور عرض کیا کہ حضور فلاں شخص نے حضور کے مارنے کو بھیجا تھا۔ میرا قصور معاف فرمائیے آپ نے فرمایا معاف کیا۔ وہ تائب ہوکر مرید ہوگیا۔

۸۔ آپ کے باورچی خانے میں اسقدر کھانا پکتا تھا کہ تمام شہر کے غربا و مساکین شکم سیر ہوکر کھالیتے تھے اور ہمیشہ یہ دستور تھا کہ خادم حاضر ہوتا اور عرض کرتا کہ لنگر کے لئے خرچ مرحمت ہو۔ آپ مصلے کا گوشہ اُٹھاکر بقدر ضرورت لینے کو فرماتے خادم اتنا ہی لے لیتا۔

۹۔ ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ شمس الدین التمش کے ساتھ مصروف سیر تھے اور بہت سے امراؤ روسا انکے ہمراہ تھے کہ ناگاہ ایک بدکار عورت حضور شاہ میں آکر فریادی ہوئی کہ حضور یہ قطب صاحب جو آپکے ساتھ ہیں فعلِ حرام کو روا رکھتے ہیں اُن سے مجھے حمل رہ گیا ہے ان سے کہدیجئے کہ مجھ سے نکاح کرلیں یہ سُنکر بادشاہ اور حاضرین سکتے میں رہ گئے۔ ادھر قطب صاحب کو ندامت سے پسینہ آگیا دم بخود رہ گئے جانبِ اجمیر حضرت خواجہ صاحب متوجہ ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب وہاں رونق افروز ہوگئے اور حضرت قطب صاحب سے استفسار حال فرمایا کہ اے قطب مجھے کیوں یاد کیا۔ قطب صاحبؒ نے اسکا جواب نہ دیا لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے زنِ مکارہ کی طرف کمال غیظ و خشم سے نگاہ کی اور اسکے شکم محمولہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے بچے تو سچ سچ بتا کہ تیری ماں قطب صاحبؒ پر الزام لگاتی ہے کیا یہ واقعہ سچ ہے؟

پیٹ میں سے بچّہ نے آواز دی کہ خواجہ صاحب اس عورت کا بیان بالکل لغو ہے یہ عورت بڑی حرامکارہ اور فاجرہ ہے۔ حضرت قطب صاحب کے دشمنوں کی افترا پردازی ہے کہ یہ عورت انکے سکھانے سے اس قسم کے لغو الزام ان پر لگاتی ہے۔ یہ سُن کر وہ عورت سخت پشیمان اور نادم ہوئی اور حاضرین پر عالمِ حیرت طاری ہو گیا۔

۱۰۔ ایک روز حضرت خواجہ غریب نوازؒ معہ مریدین رونق افروز تھے کہ راجہ پتھورا کے لشکر کا ایک آدمی چُھری آستین میں چُھپائے ہوئے اور معتقدین کی طرح بیٹھ کر طالبِ بیعت ہوا۔ خواجہ صاحبؒ بار بار اسکی جانب دیکھتے تھے اور مُسکرا دیتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ درویش کے پاس کسی شخص کا آنا دو وجوہ سے خالی نہیں۔ یا تو آنے والا بخیالِ بیعت آتا ہے یا بخیالِ اذیت تو بھی ان میں سے جو بات سوچکر آیا ہے کر گزر۔ یہ سُنتے ہی اس شخص نے چُھری آستین سے نکال کر سب کے سامنے پھینکدی اور قدموں پر گر پڑا اور طالبِ معافی ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اُس کو مسلمان کر کے مرید کیا۔ اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے وہ شخص کاملین میں سے ہوا۔ کافی تعداد میں حج کئے اور آخر کار مکہ معظمہ میں انتقال کیا۔ خانہ کعبہ میں جہاں مجاوروں کے مزار ہیں وہیں پر دفن ہیں۔

۱۱۔ حضرت خواجہ صاحبؒ ایک روز اناساگر کے قریب پہاڑی پر رونق افروز تھے وہاں ایک چرواہا گائے کے بچّوں کو چرا رہا تھا۔ آپ نے اُسے بُلا کر فرمایا تھوڑا سا دودھ دیدو۔ وہ بولا حضرت یہ بچے ہیں انکی عمر دودھ دینے کی نہیں آپ نے ان میں سے ایک بچھیا کی طرف اشارہ کیا اسکا دودھ نکال اُس نے مذاق

سمجھا اور عذر کیا۔ خواجہ صاحب یہ بات خلاف عقل ہے بھلا کہیں اس عمر کی بچھیا دودھ دے سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو قادر مطلق کی قدرت کا تماشا بھی دیکھ لے مجبور ہو کر چرواہا بچھیا کے پاس گیا اور تھنوں سے ہاتھ لگایا تو ان میں دودھ بھرا ہوا معلوم ہوا اس نے برتن لگا کر دودھ دوہنا شروع کر دیا کئی برتن دودھ سے بھر گئے اور چالیس آدمیوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ وہ چرواہا حضرت خواجہ صاحب کی یہ کرامت دیکھکر تعجب کرنے لگا اور فوراً مسلمان ہو گیا۔

۱۲۔ خواجہ غریب نواز جب اجمیر شریف میں تھے۔ ایک کاشتکار فریاد لیکر حاضر خدمت ہوا کہ حضور یہاں کے حاکم نے تمام کھیت ضبط کر لیے ہیں اور کہتا ہے کہ جبتک تو بادشاہ دہلی کا فرمان نہ لائے گا۔ میں ان کو ہرگز تجھے نہ دونگا میں آپکی خدمت میں بغرض امداد حاضر ہوا ہوں کہ صرف انھیں کھیتوں پر میرا گذر ہے آپنے فرمایا کہ اگر بادشاہ دہلی سے فرمانِ استمراری بلجائے تو پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں رہیگا اُس نے عرض کیا کہ حضور سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی آپکے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے حلقہ بگوش ہیں اگر آپ قطب صاحب سے ایک سفارش نامہ لکھوا دیں تو مجھے فرمان استمراری یقیناً مل سکتا ہے۔ آپ نے کسی قدر غور و تامل کے بعد فرمایا کہ اگرچہ سفارش سے بھی کام نکل سکتا ہے لیکن مجھے تیرے کام کیلئے اللہ نے خود مامور فرمایا ہے تو میرے ساتھ چل۔ یہ کہکر آپ اس کاشتکار کو ہمراہ لے دہلی رونق افروز ہوئے۔ آپ کا دستور تھا کہ جب آپ دہلی تشریف لاتے تو پہلے قطب صاحب کو اطلاع دیدیتے۔ اس مرتبہ کوئی اطلاع نہ دی لیکن ایک شخص نے آپ کو دیکھ لیا اور بھاگا ہوا حضرت قطب صاحبؒ کے پاس پہنچا اور خبر دی کہ خواجہ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ قطب صاحبؒ کو بغیر اطلاع آپ کی تشریف آوری کمال تعجب اور

اور تردد ہوا۔ بادشاہ کو خبر کی اور معہ فوج وہ بادشاہ استقبالِ خواجہ صاحب کے لئے حاضر ہو گئے۔ جب ذرا تخلیہ ہوا تو خواجہ صاحب سے قطب صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اب کے بغیر اطلاع تشریف آوری کی وجہ کیا ہے؟ مجھے سخت تردد ہے۔ آپ نے سارا حال اس کاشتکار کا بیان کر دیا۔ حضرت قطب صاحب نے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے کسی ادنیٰ خادم کو بھی بھیجدیتے تو یہ کام انجام پا سکتا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں مجھے یقین تھا لیکن ذلت اور غربت انسان کو خدا کے نزدیک کرتی ہے جب یہ شخص میرے پاس آیا نہایت پریشان تھا میں نے مراقبہ کیا۔ حکم ہوا کہ اسکے رنج میں شریک ہونا عین عبادت ہے اس لئے میں خود اسکے ہمراہ یہاں تک چلا آیا۔ یہ شخص قدم قدم پر خوش ہوتا تھا اور اس کا ثواب مجھ کو ملتا تھا۔ بس یہ وجہ تھی کہ میں بلا اطلاع چلا آیا۔

۱۳۔ خواجہ صاحب کا ایک مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ عبادت میں مشغول تھے۔ جب اس سے فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے عرض کیا۔ حضور مجھے والئی شہر سخت پریشان کرتا ہے۔ میری زندگی دشوار ہے اور آج شہر بدر ہونے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا وہ اب کہاں ہے جا اس کو سزا مل گئی۔ جب وہ شہر میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ والئی شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا۔

۱۴۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحبؒ ارباب ارادت میں بیٹھے ہوئے وعظ اور نصیحت فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ داہنی طرف جو نظر پڑی تو آپ تعظیماً کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد یہ تسلسل ہو گیا کہ جب داہنی جانب نگاہ پڑتی تو آپ تعظیماً ایستادہ ہو جاتے۔ جب وعظ ختم ہو گیا اور لوگ رخصت ہو گئے تو آپ کے مقربانِ خاص

نے عرض کیا۔ حضور آج یہ کیا حالت تھی کہ آپ متعدد بار داہنی طرف دیکھ کر تعظیماً ایستادہ ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اسی جانب میرے پیر و مرشد علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک ہے اور جب میری نگاہ اس طرف جاتی تو مجھ کو روضۂ اقدس نظر آتا تھا۔ پس میں تعظیماً کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔

۱۵۔ ایک روز حضرت خواجہ شیخ اوحد الدین کرمانی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تینوں یکجا بیٹھے ہوئے کسی مسلک پر بحث کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک لڑکا تیر کمان ہاتھ میں لئے ہوئے نکلا۔ خواجہ غریب نواز نے فرمایا میں نے لوحِ محفوظ میں لکھا دیکھا ہے کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ لڑکا دہلی کا سلطان شمس الدین التمش تھا۔

حضرت خواجہ غریب نواز جس طرف نکل جاتے تھے قبیلہ کے قبیلہ مسلمان ہو جاتے تھے۔ آپ رات دن میں دو قرآن ختم کیا کرتے تھے اور مجاہدہ کی یہ حالت تھی کہ ساتویں روز پانچ مثقال کے وزن جو کی خشک روٹی کا ٹکڑا پانی میں تر کر کے تناول فرماتے یا کبھی شکار کا بھنا ہوا گوشت کھاتے تھے چقماق اور تیر و کمان پاس رکھتے تھے۔

حضرت نظام الدین اولیاؒ سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ کی پوشاک دو تائی تھی اگر کہیں سے پھٹ جاتی تو بخیہ کر لیتے یا ضرورتاً پیوند لگا لیتے۔ عموماً پُرانی چندیاں لگا کر پہنتے تھے۔



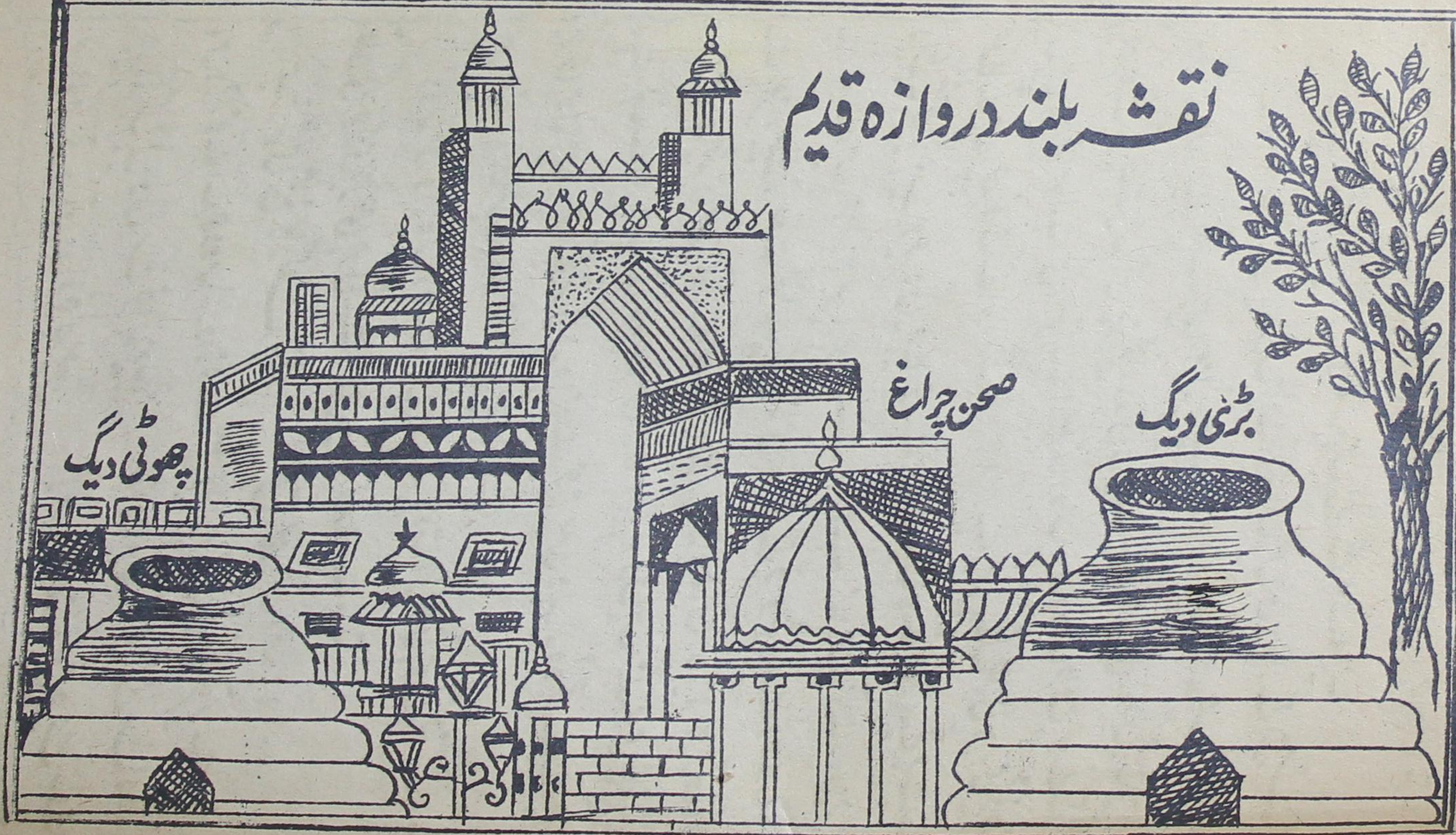
درگاہِ مُعلّیٰ

اسٹیشن اجمیر شریف کے سامنے ہی گھنٹہ گھر کے قریب ہے۔ یہاں زائرین کے لئے ہوٹل ہیں۔ جہاں زائرین کو بہت آرام ملتا ہے۔ یہاں سے چل کر مدار گیٹ سے گذرتے ہوئے نلہ بازار میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے ختم ہوتے ہی پھول گلی اور لنگر والی گلی پڑتی ہے۔ ان گلیوں کے قریب ہی صدر دروازہ عثمانی ہے اس سے گذرنے کے بعد دو دروازے اور ایک کھڑکی اور اکبری مسجد ہے اسکے بعد بلند دروازہ محمود خلجی کا آتا ہے۔ اسکے بعد صحن چراغ ہے اسکے دائیں بائیں چھوٹی دیگ بڑی دیگ ہے۔ بڑی دیگ کی طرف سماع خانہ ہے اور چھوٹی دیگ کی طرف لنگرخانہ ہے اسکے بعد ایک دروازے سے گذرتے ہیں تو احاطہ چنبیلی اور صندلی مسجد پڑتی ہے پھر روضہ پُرانوار آتا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رح کا مزارِ اقدس ایک عرصہ تک خام رہا۔ خواجہ حسین نبیرہ شیخ حمیدالدین صوفی ناگوری مزار مبارک پر رہا کرتے تھے انکی خدمت میں سلطان غیاث الدین نے تحفہ تحائف پیش کئے اس سے گنبد وغیرہ تعمیر ہوا۔ نقاشی گنبد کی سلطان محمود بن ناصرالدین کے زمانہ میں ہوئی۔ گنبد کی غربی دیوار کی جالی پر یہ تاریخ کندہ ہے:۔

از پئے تاریخ نقش گنبدِ خواجہ معین رح
گفت ہاتف گو معظم قبہ عرشِ بریں

روضہ کا دروازہ بادشاہ مانڈو نے بنوایا۔ یہ گنبد قبرِ خام پر بنا ہوا ہے۔ سفید گنبد پر سونے کا بہت بڑا کلس اور کونوں پر سُنہری کلیاں ہیں۔ روضہ کے اندرونی حصہ میں سُنہری اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور چھت میں کاشانی مخمل کی زرّین


نقشہ بلند دروازہ قدیم
بڑی دیگ
صحن چراغ
چھوٹی دیگ

چھت گیری لگی ہوئی ہے. چھت گیری کے ستون کے قمقمے طلائی زنجیروں میں آویزاں ہیں. ایسے ہی چاروں گوشوں میں قمقمے لٹکے ہوئے ہیں

اسکے علاوہ نقرئی قمقمے چاروں طرف آویزاں ہیں اور دیوار کے اندر سنہری چوکٹوں میں آئینے نصب ہیں. مزار پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ صندلی بنا ہوا ہے چھپر کھٹ کی چھت میں کبھی سبز مخملی رومی کی چھت گیری اور کبھی زرد کی جس پر مغرق کا زرین کام کیا ہوا ہے لگی رہتی ہے اسکے کناروں پر چاروں طرف سونے کے قمقمے جگمگاتے ہیں. چھپر کھٹ کے اندر سنگِ مرمر کا مزار ہے اس پر سنگِ طلائی و ابری و فیروزہ و یشب و عجوبہ و لہسنیہ وغیرہ کی پچیکاری ہے جس میں بیل بوٹے پھول پتے بنت کے بنے ہوئے ہیں. مزار کا تعویذ جو سنگِ مرمر کا ہے اس میں یاقوت رمانی جڑا ہوا ہے. مزار ہمیشہ زربفت کمخواب پر زر تمامی اور مشجر کے قبر پوشوں سے ڈھکا رہتا ہے

کٹہرہ جہانگیری سنہرہ تھا اسکے بعد نقرئی دوسرا کٹہرہ جہاں آرا بیگم کا چڑھایا ہوا ہے. گنبد کے اندر سنگِ مرمر کا فرش ہے. مربع پتھروں میں سنگِ موسلی کی پٹریاں جڑی ہوئی ہیں. اس کے شرقی دروازہ سے ملحق یمین و یسار دو۲ حجرے بنے ہوئے ہیں جنوب کی جانب دروازہ کا تیغا کیا ہوا ہے.

دوسرا دروازہ کشادہ ہے جس میں اکبر بادشاہ کی لائی ہوئی چتوڑ گڑھ کے قلعہ کی جوڑی چڑھی ہوئی ہے اس پر یہ شعر کندہ ہے ؎

ہمیشہ تری تیغ کارِ کفر تباہ | بحقِ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے اسکی دیوار پر ذیل کی نظم تحریر ہے:-

بیا کہ کعبہ اہلِ دل ست خواجہ معین | طواف مرقد آدمی کنند شاہ و گدا
زراہ صدق درآور مقام خواجہ معین | کہ ہست روضہ پاکش چو جنت الماوی


روضۂ مبارک
خواجہ غریب نوازؒ

ایک عقیق یمنی زرد رنگ کا دروازہ کے شمال رُخ جڑا ہوا ہے۔ روضہ کے سنگِ مرمر کی جالیوں پر زرّیں پردہ پڑا رہتا ہے۔ موسم گرما میں خس کے پردے ڈالے جاتے ہیں درگاہ کے اخراجات کے لئے ۵۰ ہزار روپیہ سالانہ کی معافی کی جاگیر ہے۔

روضہ کے جنوب میں بی بی حافظ جمال کا سنگِ مرمر کا مزار ہے۔ تعویذ میں سنگِ ابری و طلائی و سنگِ لہنیہ و فیروزہ وغیرہ کی پچیکاری ہے۔ مزار کے متصل دو چھوٹی قبریں آپ کے صاحبزادوں کی ہیں۔

روضہ کے غربی سمت حور النسار بنت شاہجہان کا سنگِ مرمر کا مقبرہ ہے۔ تعویذ قبر پر عقیق یمنی کی تختی بہت عمدہ بیش قیمت لگی ہوئی تھی۔ دروازہ کا تیغا کیا گیا ہے۔

روضہ کے جنوبی و شمالی سمت میں سنگِ مرمر کا احاطہ ہے اسکو احاطہ نور کہتے ہیں۔

اس احاطہ میں دو دروازے ہیں جن پر سونے کے کلس لگے ہوئے ہیں۔ جنوب رویہ پاانداز دروازہ غربی رویہ کی دروازہ (جنتی دروازہ) کہلاتا ہے۔ یہ دروازہ ایام عرس میں یکم رجب سے ۶ رجب قُل تک اور محرم کی ۱۰ تاریخ کو کھلا رہتا ہے۔

صندلی مسجد کے پیچھے چلّہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اندرون تہ خانے میں ہے۔ ۵ محرم کو اسکا دروازہ کھلتا ہے۔

جنتی دروازے کے سامنے جامع مسجد شاہجہانی ہے۔ یہ مسجد شاہجہاں نے دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ لگاکر ۱۴ برس میں سنگِ مرمر کی بہت خوبصورت بنوائی۔

شاہجہانی مسجد کے برابر ایک گہری جھیل ہے۔ جس کو جھالرہ کہتے ہیں۔ اس کو شاہجہاں بادشاہ نے بنایا ہے۔

تمّت